کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظّمہ کو تعمیر کیا تھا جسے تمام انسانیت کیلئے قِبلَةَ مقرر فرمایا گیا؟

اللہ رب العزت نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو مسلمانوں کا باپ (جدامجد) قرار دیا ہے۔ فرمایا:

وَجَـٰهِدُواْ فِى ٱللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِۦ ۚ

"اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ (پورے خلوص، ڈسپلن اور تنظیم کے ساتھ مال و جان سے) جہاد کرنے کا حق ہے۔

هُوَ ٱجْتَبَىٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى ٱلدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ

اس نے تمہیں پسند، منتخب کیا ہے۔ اور تم پر دین میں کچھ تنگی (کبیدگی، اضطراب، بے اطمینانی، التباس، شک کی بات) نہیں رکھی۔

مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَٰهِيمَ ۚ

تمہارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کا دین (طریقہ)۔

هُوَ سَمَّىٰكُمُ ٱلْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِى هَـٰذَا

اسی نے زمانہ قبل میں تمہارا نام مسلمین رکھا تھا اور اس (قرآنِ مجید) میں بھی تمہاری شناخت، نام مسلمین ہے" (حوالہ الحج۔۷۸)

اللہ رب العزت کا ابراہیم علیہ السلام نے اولاد عطا کرنے کیلئے شکر ادا کرتے ہوئے کہا تھا

ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى وَهَبَ لِى عَلَى ٱلْكِبَرِ إِسْمَـٰعِيلَ وَإِسْحَـٰقَ ۚ إِنَّ رَبِّى لَسَمِيعُ ٱلدُّعَآءِ ﴿٣٩﴾

"تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے بڑھاپے میں مجھے اسماعیل اور اسحاق (علیہم السلام) عطا کئے۔

بیشک میرا رب دعا کو بہت سننے والا ہے" (سورۃ ابراہیم۔۳۹)

ابراہیم علیہ السلام کے دو ہی بیٹے ہیں اور ان کے نام لے کر انہوں نے شکر ادا کیا ہے۔ قرآنِ مجید کے دوٹوک بیان کی موجودگی میں اُن لوگوں کے تخیل کو جھوٹ قرار دینے میں ہمیں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کبھی نہیں کرنا چاہئے جو کسی تیسرے بیٹے کا ذکر کریں۔

قرآنِ مجید نے انسانیت کو خبر دی ہے کہ مسلمین کے باپ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے جلیل القدر بیٹے اسماعیل علیہ السلام نے مل کر بیت اللہ شریف یعنی کعبہ معظّمہ کو تعمیر فرمایا تھا۔

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَٰهِـۧمُ ٱلْقَوَاعِدَ مِنَ ٱلْبَيْتِ وَإِسْمَـٰعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ ۖ

"اور جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہم السلام مکہ میں اول) گھر کی بنیادیں اٹھاتے ہوئے دعا مانگتے تھے

"اے ہمارے رب! (ہمارے اس کام کو) ہم سے قبول فرما۔

إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ۝

بیشک تو ہی سننے والا اور (ظاہر وباطن) کو جاننے والا ہے'' (البقرۃ۔۱۲۷)

''اِذْ'' یہ ظرف زمان ہے، ''جب''، ''جس وقت''۔

''یَرۡفَعُ'' واحد مذکر غائب مضارع ہے ''اٹھاتا ہے، اونچا کر رہا ہے، بلند کر رہا ہے''۔ اس واحد کے صیغے کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کا نام الگ الگ لیا۔ قرآنِ مجید نے باپ بیٹے کو اکٹھے بیت کی بنیادیں رکھتے وقت دعا مانگتے ہوئے دکھایا ہے۔

ٱلْبَيْتِ کا مادہ ''ب ی ت'' ہے اور یہ اس جگہ کو کہتے جس میں انسان رات میں پناہ لے۔ گھر۔

ٱلْقَوَاعِدَ جمع ہے اور اس کے معنی اس جڑ کے ہیں جس پر عمارت کی بنیادیں رکھی جاتی ہیں۔ عمارت کی بنیاد اٹھاتے ہوئے مسلمان آج بھی دعا مانگتے ہیں۔ عمارت کی اول تعمیر کیلئے اسے بنیاد سے اٹھانا ضروری ہوتا ہے کہ گھر کی جڑ زمین کے اندر سے شروع ہوتی ہے۔

ٱلْبَيْتِ کی لمبائی اور چوڑائی ہوتی ہے۔ اس لئے سمت اور جہت اور جتنی جگہ پر اس گھر نے محیط ہونا ہے اس کا تعین بنیادیں اٹھانے سے قبل کیا جاتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے جس ٱلْبَيْتِ کی تعمیر کا آغاز اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر کیا تھا کیا اس کے مقامِ تعمیر کا چناؤ اور رقبہ تعمیر کا فیصلہ بھی ابراہیم علیہ السلام نے کیا تھا؟ یہ ٱلْبَيْتِ ان کا نہیں تھا۔ وہ محض معمار تھے۔ اس لئے مقام تعمیر اور اس گھر کے رقبے (لمبائی، چوڑائی) کا فیصلہ کرنے کے مجاز نہ تھے۔ یہ فیصلہ گھر کا مالک کرتا ہے اور معمار کو بتا دیتا ہے

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَٰهِيمَ مَكَانَ ٱلْبَيْتِ

''اور جب ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کیلئے اس گھر کا مقام متعین کر دیا'' (حوالہ الحج۔۲۶)

''بَوَّأْنَا'' ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ مادہ ''ب و أ''۔ اس کے بنیادی معنی کسی کی طرف لوٹنا، رجوع کرنا، موافق ومطابق، سازگار بنانا ہیں ''مَكَانَ'' اسم ظرف، مقام، جگہ (space)۔ اس ٱلْبَيْتِ کی تعمیر کو کائنات حیرانگی اور دلچسپی سے دیکھ رہی ہوگی اور اس کی عظمتوں پر رشک کر رہی ہوگی۔ رب العالمین اس کی تعمیر کی جگہ کا تعین کر رہا ہے اور اس کا دوست، خلیل اللہ ابراہیمؑ اپنے ہاتھوں اس کی بنیاد رکھ رہا ہے اور رب العالمین کے دوست کا بیٹا بھاگ بھاگ کر باپ کو گارا، مٹی، مسالہ، پانی دے رہا ہے۔ کیا کمال کا منظر تھا۔ سبحان اللہ!

جَعَلَ ٱللَّهُ ٱلْكَعْبَةَ ٱلْبَيْتَ ٱلْحَرَامَ قِيَٰمًا لِّلنَّاسِ

''اللہ نے کعبہ، حرمت وتقدیس والے گھر کو لوگوں کے قیام کیلئے مقرر کیا ہے'' (حوالہ المائدہ۔۹۷)

ٱلۡكَعۡبَةَ کے متعلق بتایا کہ ٱلۡبَيۡتَ ٱلۡحَرَامَ یہ محترم گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی کعبہ معظّمہ کے متعلق کہا بَيۡتِىَ ''میرا گھر''

(حوالہ البقرۃ۔۱۲۵، الحج۔۲۶)

ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام نے کعبہ کی تعمیر کی ابتدا پر دعا مانگی تھی اور اللہ تعالیٰ کے ٱلۡبَيۡتِ کی تعمیر مکمل ہونے پر جلیل القدر باپ بیٹے نے موقع کی عظمت کے شایان شان جو مانگا تھا اس سے زیادہ مانگنے کیلئے کچھ بھی نہ تھا۔ ہم غور سے سنیں

رَبَّنَا وَٱجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَيۡنِ لَكَ

''یارب! آپ ہم (باپ بیٹے) کو اپنے دو مسلمان بنائیں

[مُسۡلِمًا اسم فاعل، واحد مذکر، اسلام مصدر۔ مُسۡلِمَيۡنِ اسم فاعل تثنیہ مذکر]

وَمِن ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّكَ

اور ہماری ذریت (نسل، اولاد) میں سے اپنی ایک مسلمان امت بنا''۔

[مُّسۡلِمَةً اسم فاعل، واحد مئونث]۔ (حوالہ البقرۃ۔۱۲۸)

رَبَّنَا وَٱبۡعَثۡ فِيهِمۡ رَسُولًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُواْ عَلَيۡهِمۡ ءَايَٰتِكَ (حوالہ البقرۃ۔۱۲۹)

''ہمارے رب! (ہماری) اس اولاد کے درمیان مبعوث فرما ایک رسول اسی (امت مسلمہ) میں سے جو انہیں تیری آیات سنائے''

باپ بیٹا یعنی ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام اکٹھے دعا مانگ رہے ہیں وَمِن ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّكَ اس دعا میں التماس چونکہ اولاد کے حوالے سے ہے اس لئے ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں تو دوسری اولاد اسحاق علیہ السلام بھی شامل ہیں لیکن اسماعیل علیہ السلام کی دعا کا تعلق ان کی اپنی اولاد سے ہوگا۔ لیکن آخر میں مسلم امت بننے والی اپنی اولاد، نسل میں سے ان کے درمیان صرف ایک رسول کو مبعوث کرنے کی خواہش کا اظہار کر رہے ہیں جس کا ایک ہی مطلب ہے کہ دعا کی اس بات میں باپ بیٹے کی سانجھ ہے یعنی وہ رسول اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہو۔ اللہ کے جلیل القدر ان دو بندوں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں آخری رسول خاتم النبیین مبعوث فرمایا جائے۔ ان کی دعا کے الفاظ کے معنی اور مفہوم ہم عجمی جو چاہے سمجھتے رہیں لیکن جس کو سنائے گئے تھے اس نے ان کے معنی اور مفہوم واضح کر دیئے تھے کہ زمان و مکاں کو معلوم ہے کہ ان باپ بیٹے کی دعا کو شرف قبولیت بخشا گیا تھا کہ اسماعیل علیہ السلام کی مسلم اولاد اور نسل میں صرف ایک رسول آقائے نامدار ﷺ کو خاتم النبیین مبعوث فرمایا گیا ہے۔

کعبہ معظمہ کب تعمیر ہوا تھا؟ قرآنِ مجید نے بتایا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے سیدنا اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام۔ ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے بعد کہا تھا اور اس کے متعلق واضح کیا تھا

رَبَّنَآ إِنِّيٓ أَسۡكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيۡرِ ذِي زَرۡعٍ عِندَ بَيۡتِكَ ٱلۡمُحَرَّمِ

"اے ہمارے رب! میں نے اپنی ایک اولاد اس بنجر وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے قریب بسائی ہے" (حوالہ ابراہیم۔۳۷)

اس سے واضح ہے کہ تعمیر کعبہ کے وقت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں بیٹے دنیا میں موجود تھے جنہوں نے قوم سے ہجرت کرتے وقت کہا تھا

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهۡدِينِ ۝٩٩

اور کہا "میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں۔ وہی مجھے آئندہ بھی راہ دکھائے گا"۔

رَبِّ هَبۡ لِي مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ۝١٠٠

"میرے رب! مجھے ایک صالح بیٹا عطا کر"

فَبَشَّرۡنَٰهُ بِغُلَٰمٍ حَلِيمٍ ۝١٠١

اس لئے ہم نے انہیں ایک بردبار بیٹے کی خوشخبری دی" (الصافات۔۹۹۔۱۰۱)

ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے بعد حرف "ف" سے واضح ہے کہ حَلِيمٍ بیٹے کی خوشخبری اس دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے۔ حرف "ف" ترتیب بیان کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے یعنی یہ ہوا، پھر یہ ہوا، پھر یہ ہوا۔ دو واقعات، باتوں کے مابین حرف "ف" کا استعمال ہوتا ہے جب قبل والا واقعہ بعد والے واقعہ کا سبب بنے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسماعیل (علیہ السلام) عطا فرمایا

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ ٱلسَّعۡيَ

"پھر جب وہ بیٹا اس کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا تو

قَالَ يَٰبُنَيَّ إِنِّيٓ أَرَىٰ فِي ٱلۡمَنَامِ أَنِّيٓ أَذۡبَحُكَ فَٱنظُرۡ مَاذَا تَرَىٰۚ

انہوں نے کہا "میرے بیٹے! میں نیند کے دوران دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اب تو بتا اس کے متعلق تیری رائے کیا ہے؟"

قَالَ يَٰٓأَبَتِ ٱفۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُۖ

اس نے کہا "ابا! آپ فعل کر گزریں جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے

سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّٰبِرِينَ ۝

انشاءاللہ آپ مجھے صابر پائیں گے"

فَلَمَّآ أَسۡلَمَا وَتَلَّهُۥ لِلۡجَبِينِ ﴿١٠٣﴾

''پھر جب ان دونوں نے تسلیم کرلیا تو اس نے اسے ماتھے کے بل لٹا دیا'' (الصافات ۱۰۲۔۱۰۳)

خواب کی تعمیل والا واقعہ سیدنا اسحاق علیہ السلام کی پیدائش اور تعمیر کعبہ سے قبل کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجے ہوئے فرشتے یہ اطلاع دینے آئے تھے کہ لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دی تھی

وَلَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَآ إِبۡرَٰهِيمَ بِٱلۡبُشۡرَىٰ قَالُواْ سَلَٰمٗاۖ قَالَ سَلَٰمٞۖ

''اور ہمارے فرشتے ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس خوشخبری لے کر آئے اور کہا ''سلام''۔ انہوں نے بھی کہا ''سلام''

فَمَا لَبِثَ أَن جَآءَ بِعِجۡلٍ حَنِيذٖ ۝ اور پھر (مہمانوں کیلئے) بھنا ہوا بچھڑا لانے میں دیر نہ کی'' (ھود۔۶۹)

إِذۡ دَخَلُواْ عَلَيۡهِ فَقَالُواْ سَلَٰمٗاۖ قَالَ سَلَٰمٞ قَوۡمٞ مُّنكَرُونَ ﴿٢٥﴾

''جب وہ ان کے پاس آئے تو کہا ''سلام''۔ انہوں نے بھی کہا ''سلام''۔ وہ مہمان انجانے لوگ تھے'' (الذاریات۔۲۵)

فَرَاغَ إِلَىٰٓ أَهۡلِهِۦ فَجَآءَ بِعِجۡلٖ سَمِينٖ ﴿٢٦﴾

''پھر وہ گھر والوں کے پاس گئے اور ان کیلئے بھنا ہوا بچھڑا لائے'' (الذاریات۔۲۶)

فَلَمَّا رَءَآ أَيۡدِيَهُمۡ لَا تَصِلُ إِلَيۡهِ

''پھر جب انہوں نے دیکھا کہ مہمانوں نے اس کی طرف ہاتھ نہیں بڑھائے'' (حوالہ ھود۔۷۰)

فَقَرَّبَهُۥٓ إِلَيۡهِمۡ قَالَ أَلَا تَأۡكُلُونَ ﴿٢٧﴾

''اور اسے ان کو پیش کیا۔ اور (جب دیکھا کہ انہوں نے ہاتھ نہیں بڑھائے تو) کہا ''کیا آپ کھائیں گے نہیں؟'' (الذاریات۔۲۷)

فَأَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِيفَةٗۖ قَالُواْ لَا تَخَفۡۖ ''پھر انہوں نے ان سے خوف محسوس کیا۔ انہوں نے کہا'' آپ خوف نہ کریں''

(حوالہ ھود۔۷۰، الذاریات۔۲۸)۔ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَٰمٍ عَلِيمٖ ۝ ''اور انہیں ایک علم والے بیٹے کی خوشخبری دی'' (الذاریات۔۲۸)

قَالُواْ لَا تَوۡجَلۡ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَٰمٍ عَلِيمٖ ﴿٥٣﴾ ''انہوں نے کہا'' گھبرائیں مت، ہم آپ کو ایک صاحب علم بیٹے کی بشارت دیتے ہیں'' (الحجر۔۵۳) یہ خوشخبری اسحاق علیہ السلام کی تھی۔

وَٱمۡرَأَتُهُۥ قَآئِمَةٞ فَضَحِكَتۡ

''اوران کی زوجہ (محترمہ) کھڑی تھیں۔وہ ہنس پڑیں

فَبَشَّرۡنَٰهَا بِإِسۡحَٰقَ وَمِن وَرَآءِ إِسۡحَٰقَ يَعۡقُوبَ

اس لئے ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کی بیوی کو اسحاق (علیہ السلام) کی خوشخبری دی

اور اسحاق کے بعد (پوتے) یعقوب (علیہ السلام) کی'' (سورۃ ھود۔۷۱)

ابراہیم علیہ السلام نے ایک بیٹے کیلئے دعا مانگی تھی رَبِّ هَبۡ لِي مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ۝١٠٠ ''میرے رب! مجھے ایک صالح بیٹا عطا فرما'' فَبَشَّرۡنَٰهُ بِغُلَٰمٍ حَلِيمٖ ۝١٠١ تو پھر ہم نے اسے ایک حلیم بیٹے کی بشارت دی'' (الصافات۱۰۰۔۱۰۱)۔اور اسحاق علیہ السلام اور پوتے یعقوب علیہ السلام کے متعلق بتایا وَوَهَبۡنَا لَهُۥٓ إِسۡحَٰقَ وَيَعۡقُوبَ نَافِلَةٗۖ

''اور ہم نے انہیں اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) عطا کئے (بن مانگے) بطور عطیہ (تحفہ)'' (حوالہ الانبیاء۔۷۲)۔

نَافِلَةٗ کا مادہ ''ن ف ل'' ہے۔مال غنیمت کو کہتے ہیں کہ وہ مقصودِ جہاد نہیں بلکہ مقصد سے زائد، فالتو کا خود بخود مل جانا ہوتا ہے۔اس لئے جب ایسا ہوا تو سوال اٹھایا گیا يَسۡـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلۡأَنفَالِۖ ''آپ (ﷺ) سے مالِ غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں'' (حوالہ الانفال ۔۱)۔نَافِلَةٗ کے معنی عطیہ، تحفہ، غنیمت ہیں جو بن مانگے، طلب، مقصود کے مل جائے۔اور جب کسی فعل کیلئے استعمال ہو تو اس کے معنی ہر وہ عمل ہے جو واجب سے زیادہ ہو۔ وَمِنَ ٱلَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهِۦ نَافِلَةٗ لَّكَ ''اور (فجر سے قبل) رات میں آپ (ﷺ) اس کے ساتھ جاگیں، (اے رسول کریم ﷺ) یہ زیادہ (نفل) آپ کے لئے ہے'' (حوالہ الاسراء۔۷۹)

ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کے سبب اسماعیل علیہ السلام عطا ہوئے اور انہیں حَلِيمٖ کہا اور اسحاق علیہ السلام نَافِلَةٗ عطا فرمائے اور انہیں عَلِيمٖ کہا۔قرآنِ مجید میں باپ بیٹوں کا ذکر بھی اسی ترتیب سے آیا ہے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق (علیہم السلام)۔اس طرح واضح ہے کہ اسحاق علیہ السلام کی پیدائش لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل ہونے کے بعد ہوئی تھی۔ ان کی پیدائش کے زمانے کا تعین ہونے سے ایک اور بات کا تعین بھی ہوتا ہے کہ کعبہ معظّمہ کی تعمیر بھی لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب آنے کے بعد ہوئی تھی جو ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا سے انتہائی واضح ہے

رَّبَّنَآ إِنِّيٓ أَسۡكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيۡرِ ذِي زَرۡعٍ عِندَ بَيۡتِكَ ٱلۡمُحَرَّمِ

''اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد میں سے اس بنجر وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے قریب بسایا ہے'' (حوالہ ابراہیم۔۳۷)

جس ٱلۡبَيۡتِ کی تعمیر میں کائنات کا مالک اور رب دلچسپی لے رہا تھا اور جسے انسانوں کے امام تعمیر کر رہے تھے اگر اس کے متعلق جاننے اور دیکھنے کی کسی انسان کو خواہش اور دلچسپی نہ ہو تو ایسے انسان کو بدقسمت کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔ اور جو کوئی اس ٱلۡبَيۡتِ کی عظمتوں کو تسلیم نہ کرے اور اس کی عظمت اور شان کو کم کر کے بیان کرے تو یہ اس انسان کے بھٹکنے کے سوا کسی شئے کا اظہار نہیں۔ یہ ٱلۡبَيۡتِ کعبہ معظمہ ہے جَعَلَ ٱللَّهُ ٱلۡكَعۡبَةَ ٱلۡبَيۡتَ ٱلۡحَرَامَ قِيَٰمًا لِّلنَّاسِ ''اللہ نے کعبہ، حرمت و تقدیس والے گھر کو لوگوں کے قیام کیلئے مقرر کیا ہے'' (حوالہ المائدہ۔۹۷) کعبہ بیت اللہ ہے۔ یہ ٱلۡبَيۡتَ ٱلۡحَرَامَ یعنی محترم گھر ہے۔ مکۃ المکرّمہ میں ہے جو امُ القریٰ (مرکزی شہر) قرار دیا گیا (حوالہ الانعام۔۹۲ اور الشوریٰ۔۷)۔ اس گھر کے متعلق فرمایا وُضِعَ لِلنَّاسِ ''لوگوں کیلئے ایک جگہ رکھ دیا گیا، مقرر کر دیا گیا'' (حوالہ آلِ عمران۔۹۶)۔ وُضِعَ (مادہ ''و ض ع'') کے معنی کسی چیز کو ہاتھ سے گرا دینا، نیچے رکھ دینا ہیں۔ تَضَعُوٓاْ أَسۡلِحَتَكُمۡۖ 'اپنا اسلحہ نیچے رکھ دو' (حوالہ النساء۔۱۰۲)۔ بچے کی پیدائش کیلئے وضع حمل کہتے ہیں کہ اس میں بھی ماں اپنا بوجھ (حمل) اتار دیتی ہے (حوالہ فصلت۔۴۱، الطلاق۔۴،۶)

وَٱلۡأَرۡضَ وَضَعَهَا ''اور زمین کو وَضَعَ نیچے رکھ دیا، بچھا، پھیلا دیا'' (حوالہ الرحمٰن۔۱۰)۔ ابتدا میں زمین اور آسمان الگ الگ تھے۔ زمین ایک تودہ (large landmass) تھا اور آسمان دُخَانٌ یعنی مانند دھواں (gases) تھا۔ ان دونوں کو جوڑ دیا اور اس تعلق کو رَتۡقًا کہا گیا جس کے معنی ہیں شگاف کو بند کر دینا، ملا دینا، نیز جڑی ہوئی اور ملی ہوئی چیز، چیز مل گئی اور جڑ گئی، اس میں کہیں شگاف نہ رہا۔ یوں ٹھوس مادے solid mass (زمین) اور مانند دھواں (gases) آسمان کا آپس میں تعلق استوار ہو گیا۔

أَوَلَمۡ يَرَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ أَنَّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنَٰهُمَاۖ ''کیا انکار کرنے والے اس پر غور نہیں کرتے کہ آسمان اور زمین (رَتۡقًا) جڑے ہوئے تھے فَفَتَقۡنَٰهُمَا پھر ہم نے ان دو کو الگ کر دیا'' (حوالہ الانبیاء۔۳۰)۔ فَفَتَقۡنَٰهُمَا کا مادہ 'ف ت ق' ہے اور اس کے معنی پھاڑ دینا، کپڑے کو ادھیڑ دینا، اس کے ٹکڑوں کو الگ الگ کر دینا، ملی ہوئی دو چیزوں کو الگ کر دینا ہیں (راغب)، کسی چیز میں کھلا پن اور کشادگی پیدا ہو جانا (ابن فارس)۔ فَفَتَقۡنَٰهُمَا کا عمل یوں انجام پایا وَٱلسَّمَآءَ رَفَعَهَا ''اور آسمان کو بلند کیا''۔ (حوالہ الرحمٰن۔۷)۔ اور اوپر اٹھانے، بلند کرنے کا انداز رَفَعَ سَمۡكَهَا ''اس کی چھت (canopy) کو بلند کیا'' (حوالہ النازعات ۲۸)۔ 'سَمۡکَ' کے معنی گھر کی بلندی یا چھت ہیں۔ اس نے اس کو بلند کر دیا (راغب)، وہ چیز جس سے کسی چیز کو بلند کیا جائے، لکڑی جو خیمہ میں لگائی جاتی ہے تا کہ وہ اونچا رہے۔ آسمان کو بلند کرنے کا انداز یہ بھی بتایا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً ''اور آسمان کو تمہارے لئے چھائی ہوئی چھت بنایا'' (حوالہ البقرۃ ۲۲۔ غافر۔۶۴)۔

جب رَتْقًا آپس میں جڑی ہوئی دو چیزیں جن میں سے ایک ٹھوس مادہ اور دوسری مجموعہ گیس (دھواں، ہوائیں) ہوتو اگر انہیں فَفَتَقْنَٰهُمَا ایک دوسرے سے اس انداز میں دور کیا جائے کہ ان میں سے دُخَانٌ یعنی مانند دھواں کو بِنَآءً اور رَفَعَ سَمْكَهَا کے انداز میں طاقت سے رَفَعَ بلند کیا جائے تو ٹھوس مادہ یعنی زمین مَهْدًا، بِسَاطًا پھیلایا، مَدَّ بچھایا، سُطِحَتْ ہموار ہوتی چلی جائے گی۔ اور یوں وَٱلْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ﴿١٠﴾ ''اور زمین کو مخلوق کیلئے نیچے رکھ دیا، (مقرر کردیا)''۔ (الرحمن۔۱۰)

اللہ تعالیٰ نے زمین کے متعلق فرمایا وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ مخلوق کیلئے رکھا، بچھایا، مقرر کیا

اور کعبہ معظّمہ کے متعلق فرمایا وُضِعَ لِلنَّاسِ انسانوں کیلئے ایک جگہ رکھ دیا گیا، مقرر کردیا گیا۔

جب آسمان اور زمین کو فَفَتَقْنَٰهُمَا الگ کرنے کا عمل انجام پایا تھا تو اس کے بعد یہ ہوا تھا:

وَجَعَلْنَا مِنَ ٱلْمَآءِ كُلَّ شَىْءٍ حَىٍّ

''اور ہم نے پانی میں سے ہر (زندہ) چیز کو حیات دی'' (حوالہ الانبیاء۔۳۰)

پانی کے متعلق یہ بات ہم ذہن میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ پانی کو کب اور کیسے تخلیق کیا گیا تھا۔ پانی کا جب بھی ذکر ہوا اس کے متعلق یہی فرمایا کہ اسے نازل کیا۔ وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً ''اور آسمان سے پانی اتارا (نازل کیا)''۔ (حوالہ البقرۃ۔ ۲۲، سورۃ ابراہیم۔۳۲)۔ اور الانعام کی آیت ۹۹ میں بھی فرمایا وَهُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً ''اور اس اللہ نے آسمان سے پانی اتارا (نازل کیا)''۔ پانی کی اہمیت اور مقام کو یوں بیان فرمایا وَكَانَ عَرْشُهُۥ عَلَى ٱلْمَآءِ ''اور اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر (کے اوپر) ہے'' (حوالہ ھود ۷)۔ ''پانی نازل کیا'' سے محض بارش مراد لینا صحیح نہیں کیونکہ بارش پانی کی تقسیم (distrbution and circulation) اور گھمانے کا ایک ذریعہ ہے۔ زمین پر مقرر مقدار میں موجود پانی کا ذخیرہ گھومتا رہتا ہے لیکن یہ پانی کیسے تخلیق کیا گیا تھا اس کا ذکر نہیں ہے سوائے اس کے کہ نازل کیا گیا۔

زمین کو مخلوقات کیلئے وَضَعَ کرنے کے بعد پانی سے حیات پیدا فرمائی۔ اور أَوَّلَ بَيْتٍ کعبہ معظّمہ کو انسانوں کیلئے وُضِعَ فرمایا جس کے دروازے سے چند قدم پر پانی (آبِ زمزم) موجود ہے۔ پانی سرچشمہ حیات ہے اور حیات کی ضمانت بھی۔ کعبہ معظّمہ مُبَارَكًا ہے یعنی اسے ثبات اور دوام ہے اور جہانوں (تمام زمان کے انسان) کیلئے هُدًى ہے۔ (حوالہ آلِ عمران۔۹۶)۔ اور هُدًى حیات کی ضامن ہے کہ ہدایت پانے والوں ہی کیلئے حیات ہے

وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا ”اور ہمیں ہمارے طور طریقے (مناسک) دکھلا“ (حوالہ البقرۃ۔۱۲۸)۔اور اس کیلئے اب حکم ہے

وَأَتِمُّواْ ٱلْحَجَّ وَٱلْعُمْرَةَ لِلَّهِ ”اور اللہ کی (خوشنودی کی) خاطر (جب نیت کر لو تو) حج اور عمرہ پورا کرو“ (حوالہ البقرۃ۱۹۶)

قرآنِ مجید نے واضح فرمایا ہے کہ تعمیر کے اول دن سے کعبہ معظّمہ کو تمام انسانیت کیلئے (لِلنَّاس) قِبلَة مقرر فرمایا گیا ہے۔

وَإِذْ جَعَلْنَا ٱلْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ ”اور جب ہم نے اس گھر کو لوگوں (الناس) کے لوٹنے ، رجوع کرنے کی جگہ بنایا“

(حوالہ البقرۃ ۔ ۱۲۵) وُضِعَ لِلنَّاسِ انسانوں کیلئے ایک جگہ رکھ دیا گیا، مقرر کر دیا گیا (حوالہ آلِ عمران۔۹۶)

جَعَلَ ٱللَّهُ ٱلْكَعْبَةَ ٱلْبَيْتَ ٱلْحَرَامَ قِيَـٰمًا لِّلنَّاسِ ”اللہ نے کعبہ، حرمت و تقدیس والے گھر کو لوگوں کے قیام کیلئے مقرر کیا ہے“ (حوالہ المائدہ۔۹۷)۔آقائے نامدار ﷺ کی حیاتِ مبارک میں ایک ممانعت کا حکم دیا گیا جب اللہ نے فرمایا

إِنَّمَا ٱلْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُواْ ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَـٰذَا

(اے ایمان والو!) بیشک مشرکین نجس لوگ ہیں اس لئے اس سال کے بعد وہ مسجد الحرام کے قریب نہ آئیں“ (حوالہ التوبہ۔۲۸)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے تعمیر کعبہ پر ابراہیم علیہ السلام کی مانگی ہوئی دعا اور اپنے وعدے کو پورا فرمایا:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِـۧمُ رَبِّ ٱجْعَلْ هَـٰذَا بَلَدًا ءَامِنًا وَٱرْزُقْ أَهْلَهُۥ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ
مَنْ ءَامَنَ مِنْهُم بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ ۖ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُۥ قَلِيلًا ثُمَّ
أَضْطَرُّهُۥٓ إِلَىٰ عَذَابِ ٱلنَّارِ ۖ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ ﴿۱۲۶﴾

”اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا کی“ یارب! اس شہر کو امن وامان کا گہوارہ بنا اور اس کے رہنے والوں میں سے انہیں جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لائیں پھلوں میں سے رزق دینا“۔ (اللہ نے جواب میں) کہا ”میں کچھ عرصہ تک (اس شہر میں) انہیں بھی عطا کروں گا جو کفر کریں گے اور پھر (بعد از موت) انہیں آگ کے عذاب کی طرف دھکیل دوں گا اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے“ (البقرۃ۔۱۲۶)۔

یہ دعا سر سبز کھیتوں کی بجائے ناقابل زراعت وادی مکہ میں بسنے والوں لوگوں کے حوالے سے تھی نہ کہ ساری دنیا کے حوالے سے۔اللہ تعالیٰ نے جو سب کا رازق ہے جواب میں فرمایا کہ ایمان لانے والوں کے ساتھ ساتھ مکۃ المکرّمہ میں کفر کرنے والوں کو بھی تھوڑی مدت کے لئے پھلوں میں سے رزق عطا کرتے رہیں گے۔اللہ رب العزت کے جواب میں یہ خوش کن خبر بھی پنہاں تھی کہ کچھ مدت کے بعد شہرِ مکہ میں کافروں کے لئے رزق ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گا اور پھر آقائے نامدار ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ایسا ہی ہوا۔

کیلئے اس کا حج لازم قرار دے دیا گیا۔ کعبہ بیت اللہ ہے۔ اور معمار کعبہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اللہ نے اپنے گھر کا حج لازم قرار دے دیا اور اپنے خلیل کے مقام کو دنیا کی سب سے اول جائے نماز قرار دیا تو دنیا کی اول ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ معرض وجود میں آ گئی۔ یہ بغیر چھت کے دنیا کی واحد منفرد مسجد ہے جو گول دائرے کی شکل میں ہے جس سے ہر نمازی کا چہرہ ٱلْكَعْبَةَ کے سامنے ہوتا ہے۔ **نمازی کعبہ کی سمت میں نماز نہیں پڑھتا بلکہ کعبہ کو عین سامنے رکھ کر نماز پڑھتا ہے۔** مسجد الحرام میں کعبہ اور نمازی ایک دوسرے کے آمنے سامنے، بالمقابل ہوتے ہیں۔

أَوَّلَ بَيْتٍ یعنی اول گھر ٱلْكَعْبَةَ ہے اور اول مسجد ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کے قریب بنجر وادی میں اسماعیل علیہ السلام کو سکونت پذیر کرانے کی وجہ یہ بیان فرمائی تھی

رَبَّنَا لِيُقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ ''ہمارے رب! اس لئے کہ وہ نماز قائم کریں'' (حوالہ سورۃ ابراہیم۔۳۷)۔

ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید میں ابراہیم علیہ السلام سے قبل کے زمان و مکان کی مختلف اقوام کے بیان میں ٱلصَّلَوٰةَ اور ٱلْمَسْجِدِ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام کے بعد کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور اقوام اور ادوار میں ٱلصَّلَوٰةَ کو قائم کرنے کا ذکر قرآنِ مجید میں بکثرت ہے۔

ٱلْكَعْبَةَ تعمیر ہو جانے پر اس کے معماروں وَعَهِدْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِـۧمَ وَإِسْمَـٰعِيلَ ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام سے عہد لیا گیا تھا أَن طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْعَـٰكِفِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ کہ ''میرے گھر کو طواف، اعتکاف اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک و صاف رکھنا'' (حوالہ البقرۃ۔۱۲۵)۔ اور اس بات کو سورۃ الحج کی آیت ۲۶ میں یوں بتایا: وَطَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْقَآئِمِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ ''میرے گھر کو صاف ستھرا رکھیں طواف، اعتکاف اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے'' (حوالہ الحج۔۲۶) ٱلْعَـٰكِفِينَ کا متبادل ٱلْقَآئِمِينَ ہے کہ دونوں میں بنیادی بات اس جگہ ٹھہرنے کی ہے۔

اور معمار کعبہ کو حکم دیا گیا کہ ٱلْكَعْبَةَ کے حج کا اعلان لوگوں میں کر دیں۔ ارشاد فرمایا:

وَأَذِّن فِى ٱلنَّاسِ بِٱلْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝٢٧

''اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں۔ وہ تیرے پاس پیادہ اور ہر طرح کی دبلی پتلی سواری پر دور دراز پہاڑوں کے درمیان کشادہ راستوں سے آئیں گے''۔ (الحج۔۲۷)۔ اور اس سے قبل ابراہیم علیہ السلام نے مناسک حج پوچھ لئے تھے

وَإِنَّ ٱلدَّارَ ٱلْآخِرَةَ لَهِىَ ٱلْحَيَوَانُ ''اور بے شک آخرت کا گھر ہی اصل حیات ہے''۔ لَوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ

''کاش کہ وہ جانتے'' (حوالہ العنکبوت۔٦٤)۔ایسی حیات جسے موت نہیں، جسے بکھرنا نہیں۔

کعبہ بیت اللہ ہے۔اس کی تعمیر کا ایک مقصد یہ بتایا

وَإِذْ جَعَلْنَا ٱلْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ

''اور جب ہم نے اس گھر کولوگوں کے لوٹنے، رجوع کرنے کی جگہ بنایا'' (حوالہ البقرۃ۔١٢٥)۔

مَثَابَةً کا مادہ ''ث و ب'' ہے اور معنی چلے جانے کے بعد پھر واپس آجانا، رَجَعَ یعنی لوٹ آنا، ثَابَ الْمَاء پانی نکالے جانے کے بعد پھر اتنا ہی پانی آ گیا۔ایسے کنویں کو ''ثِیب'' کہتے ہیں جس میں دوبارہ پانی پلٹ آئے اور جمع ہو جائے۔کعبہ معظّمہ کے دروازے کے پاس آبِ زم زم والا کنواں مَثَابَةً کے معنی اور مفہوم کی خوبصورت وضاحت ہے۔

کعبہ بیت اللہ ہے۔اور اس کا ایک مقصد یہ ہے

وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

''اور اللہ کی خاطر ان لوگوں پر جو اس تک راہ پانے کی استطاعت رکھتے ہیں اس گھر کا حج کرنا لازم ہے۔

وَمَن كَفَرَ اور (صاحب استطاعت ہونے کے باوجود جو) کوئی انکار کردے (تو اس کی مرضی)

فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِىٌّ عَنِ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝ اس لئے کہ اللہ یقیناً مستغنی ہے جہان والوں سے'' (آلِ عمران۔٩٧)۔

اسی مقصد کا سورۃ البقرۃ کی آیت ١٢٥ میں اظہار ہے وَإِذْ جَعَلْنَا ٱلْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ ''اور جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لوٹنے، رجوع کرنے کی جگہ بنایا''۔ جَعَلَ ٱللَّهُ ٱلْكَعْبَةَ ٱلْبَيْتَ ٱلْحَرَامَ قِيَٰمًا لِّلنَّاسِ ''اللہ نے کعبہ، حرمت وتقدیس والے گھر کو لوگوں کے قیام کیلئے مقرر کیا ہے'' (حوالہ المائدہ۔٩٧)۔حج ٱلْكَعْبَةَ یعنی أَوَّلَ بَيْتٍ کا ہے۔اس لئے تمام انسانوں کو اس گھر آنے کیلئے امان دے دی گئی وَأَمْنًا ''اور جائے امان بنایا'' وَٱتَّخِذُوا۟ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِۦمَ مُصَلًّى

''اور اس میں مقام ابراہیم (علیہ السلام) کو جائے نماز بنالو''۔ (حوالہ البقرۃ۔١٢٥) اور سورۃ آلِ عمران میں یوں بتایا

فِيهِ ءَايَٰتٌۢ بَيِّنَٰتٌ مَّقَامُ إِبْرَٰهِيمَ ۖ وَمَن دَخَلَهُۥ كَانَ ءَامِنًا ''اس میں کھلے نشان ہیں، مقام ابراہیم (علیہ السلام) ہے (جائے نماز مسجد الحرام)، اور جو کوئی اس میں داخل ہوتا ہے امن پاتا ہے'' (حوالہ آلِ عمران۔٩٧)

أَوَّلَ بَيْتٍ یعنی اول گھر ٱلْكَعْبَةَ کو وُضِعَ لِلنَّاسِ انسانوں کیلئے بنایا اور مقرر کر کے صاحب استطاعت لوگوں